روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱/۷۶ | جمعرات ۱۴ جمادی الاول ۱۴۱۲ھ، ۲۱ نبوت ۱۳۷۰ ہش، ۲۱ نومبر ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۶۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلسہ سالانہ ربوہ کی تاریخوں میں تبدیلی کی اطلاع

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اخباری اطلاع کے مطابق چونکہ ۲۸ دسمبر ۱۹۹۱ء کو پنجاب بھر میں بلدیاتی انتخابات ہوں گے اس لئے جماعت احمدیہ کے ۹۲ ویں سالانہ جلسہ کی تاریخوں میں تبدیلی کی گئی ہے۔ اب یہ جلسہ (اگر اللہ نے چاہا تو) ۱۶-۱۷-۱۸ جنوری ۱۹۹۲ء (بروز جمعرات ـ جمعہ ـ ہفتہ) ربوہ میں منعقد ہوگا۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سازگار حالات پیدا فرمائے حکومت سے جلسہ کی اجازت کے لئے رابطہ کیا جا رہا ہے۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ہر (صاحب ایمان) کا یہی حال ہوتا ہے اگر وہ اخلاص اور وفاداری سے اس کا ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کا ولی بنتا ہے لیکن اگر ایمان کی عمارت بوسیدہ ہے تو پھر بیشک خطرہ ہوتا ہے۔ ہم کسی کے دل کا حال تو جانتے ہی نہیں۔ سینہ کا علم تو خدا کو ہی ہے۔ مگر انسان اپنی خیانت سے پکڑا جاتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ سے معاملہ صاف نہیں تو پھر بیعت فائدہ دے گی نہ کچھ اور۔ لیکن جب خالص خدا ہی کا ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اُس کی خاص حفاظت کرتا ہے۔ اگرچہ وہ سب کا خدا ہے مگر جو اپنے آپ کو خاص کرتے ہیں۔ اُن پر خاص تجلّی کرتا ہے اور خدا کے لئے خاص ہوتا یہی ہے کہ نفس بالکل چکنا چور ہو کر اُس کا کوئی ریزہ باقی نہ رہ جائے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶۵)

ذکرِ الٰہی اور عبادت کرنے سے فرشتوں کی مدد حاصل ہوتی ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت فضل عمر۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے

"کسی بزرگ کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ اس کا ایک ہمسایہ رات دن ناچ اور گانے میں مشغول رہتا تھا اور اس طرح ان کی عبادت میں خلل واقع ہوتا تھا۔ بزرگ نے اسے کہلا بھیجا کہ تمہارے ہاں رات دن قوالیاں اور ناچ گانا ہوتا ہے جس کی وجہ سے میری عبادت خراب ہوتی ہے۔ تم ان کاموں سے باز آجاؤ۔ اس ہمسایہ نے کہا۔ میں اپنے گھر میں قوالیاں ناچ اور گانے کراتا ہوں۔ اس سے مجھے روکنے کا تمہیں کوئی حق نہیں۔ تم اپنے گھر میں عبادت کرو۔ مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں۔ میں آپ کو اس سے منع نہیں کرتا۔ انہوں نے جواب دیا۔ آپ کے ناچ اور گانے میری عبادت میں مخل ہوتے ہیں لیکن میری عبادت آپ کے کاموں میں مخل نہیں ہوتی۔ اس لئے مجھے حق ہے کہ میں آپ کو ان حرکات سے روکوں۔ اس نے کہا میں ناچ اور گانے کراؤں گا تم میں طاقت ہے تو مجھے روک لو۔ اس پر اس بزرگ نے کہا۔ اچھا میں تمہیں ان باتوں سے روکوں گا۔ وہ شخص بادشاہ کا منظور نظر تھا۔ اس نے بادشاہ سے کہا۔ فلاں شخص نے مجھے اس طرح دھمکی دی ہے۔ میری حفاظت کا سامان کر دیا جائے۔ چنانچہ بادشاہ نے فوج کا ایک دستہ اس کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیا۔

بادشاہ کی مدد پہنچنے کے بعد اس شخص نے اپنے ہمسائے کو کہلا بھیجا کہ شاید آپ نے مجھ سے لڑائی کرنی تھی۔ میں نے بادشاہ سے فوج کا ایک دستہ حاصل کر لیا ہے۔ اگر آپ مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو بیشک کرلیں۔ اس بزرگ نے جواب دیا ہم تمہارا مقابلہ تو کریں گے لیکن ظاہری سامان اور ہتھیاروں سے نہیں بلکہ ہم رات کے تیروں سے تمہارا مقابلہ کریں گے۔ تم مقابلہ کیلئے تیار ہو جاؤ۔ اس شخص کے اندر خدا تعالیٰ کا کسی قدر خوف باقی تھا۔ وہ مسلمان کہلاتا تھا اور قرآن کریم سنتا تھا اس کے اندر کی روحانیت کی چنگاری بھڑکی اور جب اس بزرگ کے پیغامبر نے اسے یہ پیغام دیا تو اس کی چیخ نکل گئی اور اس نے کہا تم ان سے کہہ دو۔ آئندہ ناچ اور گانے نہیں ہوں گے۔ کیونکہ رات کے تیروں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہ مجھ میں ہے اور نہ بادشاہ میں ہے۔ پس تم نے لوگوں کے قلوب تک پہنچنا ہے اور اس کے لئے تمہیں فرشتوں کی مدد کی ضرورت ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فرشتوں کی مدد اس وقت آتی ہے جب تم ذکرِ الٰہی اور عبادت کرو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ دسمبر ۱۹۵۴ء)

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (مینیجر الفضل)

چندہ تحریک جدید کی وصول شدہ رقوم بھجوانے کے لئے آخری تاریخ

سال گذشتہ کی رقوم وعدہ جات ۳۱ اکتوبر ۹۱ء تک مرکز میں پہنچ جانی چاہئیے تھیں۔ مگر بعض جماعتیں مجبوراً ایسا نہیں کر سکیں اور کچھ نہ کچھ رقم ان کے ذمہ باقی ہیں انہیں بقایاداری کے بوجھ سے محفوظ رکھنے کے لئے دفتر ہذا نے ۳۰ نومبر تک ان کے کھاتے کھلے رکھنے کا اہتمام کیا ہے۔ براہ کرم ایسی جماعتیں جلد از جلد اس سہولت سے فائدہ اٹھا کر بقایاداری کے داغ سے محفوظ رہنے کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی مدد فرمائے اور حسناتِ دارین سے نوازے۔

وکیل المال اول تحریک جدید

فضل عمر ہسپتال میں
ماہر امراضِ بچگان کی آمد

ماہر امراضِ بچگان محترم ڈاکٹر شمیم احمد قاضی صاحب اور محترمہ ڈاکٹر زیبون قاضی صاحبہ مورخہ ۲۸ نومبر بروز جمعرات اور مورخہ ۲۹ نومبر بروز جمعہ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں مریضوں کا معائنہ فرمائیں گے۔ ضرورت منداحباب سے درخواست ہے کہ وہ ۲۵ نومبر بروز سوموار سے پہلے کسی روز صبح کے وقت ہسپتال تشریف لا کر وقت حاصل کرلیں اور پھر مقررہ وقت پر تشریف لا کر طبی مشورہ حاصل کرلیں۔"

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال)

اسیرانِ راہ مولا کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ | قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۲؍ نبوت ۱۳۷۰ ہش ۔ ۱۲؍ نومبر ۱۹۹۱ء

چھوٹی چھوٹی باتیں

یہ بات اکثر کہی اور سُنی جاتی ہے کہ جی اس کا کیا ہے یہ تو چھوٹی سی بات ہے۔ ہم خود کوئی بات کریں جو کسی دوسرے کو ناگوار ہو تو ہم اکثر یہی کہتے ہیں آپ تو بے وجہ ناراض ہو گئے۔ بات تو چھوٹی سی تھی۔ اور اگر دوسرا کوئی شخص ویسی ہی "چھوٹی" سی بات کہہ دے یا کر دے تو ہم اصرار کے ساتھ کہتے ہیں کہ آپ کو یہ جرأت کیسے ہوئی کہ آپ نے میرے سامنے یا میرے متعلق یہ بات کر دی۔ آپ نے میری حیثیت کا خیال ہی نہیں رکھا۔

گویا اپنی بڑی بات بھی چھوٹی سی اور دوسروں کی چھوٹی سی بات بھی بہت بڑی۔ یہ دراصل یہ ہماری سوچ اور ہمارے احساسات کے ساتھ تعلق رکھنے والی بات ہے۔ اگر ہم اس پر غور کریں تو ہمیں یہ معلوم کر لینے میں دقت نہیں پیش آئے گی کہ چھوٹی بات ہوتی تو چھوٹی ہی ہے لیکن احساسات اسے بڑی بنا دیتے ہیں اسی لئے بعض اوقات ہم کہتے ہیں کہ فلاں شخص بڑا حساس ہے۔ چھوٹی سی بات کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ یا ہم کہتے ہیں کہ دیکھو جی میں بڑا حساس ہوں۔ میں ایسی باتیں برداشت نہیں کر سکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم آپس میں محبت اور اخوّت کو قائم رکھنا چاہتے ہیں جیسا کہ معاشرے کے لئے یہ نہایت ضروری ہے تو ہمیں چاہیئے کہ ہم دوسروں کے متعلق بھی وہ کچھ سوچیں جو ہم اپنے متعلق سوچتے ہیں۔ ہم حساس ہیں تو دوسرے بھی حساس ہیں ہمیں کسی کی چھوٹی سی بات تکلیف دیتی ہے تو یقیناً ہماری بھی چھوٹی سی بات دوسروں کو تکلیف دے گی۔ اور یہی تکلیف کا احساس محبت کی قینچی ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتیں تعداد میں بڑھنا شروع ہو جاتی ہیں اور بڑی بات سے بھی بڑی بن جاتی ہیں۔

حضرت امام جماعت الثالث۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر رحمتیں نازل فرماتا رہے۔ فرماتے ہیں: "باہمی مودّت اور اخوّت اور پیار کو قائم رکھنے کے لئے چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھنا بڑا ضروری ہے چھوٹی چھوٹی باتوں پر بعض احمدی جھگڑتے ہیں اور اتنی ذہنی کوفت اٹھانی پڑتی ہے مجھے اور دوسرے ذمہ دار آدمیوں کو کہ آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔"

حضور کے اس ارشاد میں دو باتیں قابلِ غور ہیں ایک تو یہ کہ محبت اور اخوّت کے لئے ضروری ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی خیال رکھا جائے۔ اور دوسرے یہ کہ چھوٹی چھوٹی باتیں حضرت امام جماعت اور عہدیداروں کو کوفت پہنچاتی ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان سے بچیں۔

بچّوں سے ہو پیار تو ہر دم دل یہ کہتا ہے
شہر کے بچے، سارے بچے۔ اپنے بچّے ہیں
بچّوں ہی سے تو وابستہ ہے کل کی اُمید
آج کے میٹھے اور سہانے سپنے بچّے ہیں

ابو الاقبال

کبھی یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ گلہ نہ کرے
یہ اَور بات ہے اوروں سے تذکرہ نہ کرے

اسے کہو کہ بڑے شوق سے ملے لیکن
مجھے قریب سے دیکھے تو جی بُرا نہ کرے

ہمیں نے وقت کی دہلیز پہ کھڑے ہو کر
اسے کہا تھا کہ جلدی میں فیصلہ نہ کرے

زمین سب سے بغل گیر ہو کے پوچھے گی
وہ کون ہے کہ جو مجھ سے معانقہ نہ کرے

وہ اپنے آئینہ خانے میں بیٹھ کر مجھ پر
ہنسے ضرور مگر اس قدر ہنسا نہ کرے

جھگڑنا ہو تو جھگڑتا رہے وہ ماضی سے
گزر رہا ہے جو لمحہ اسے خفا نہ کرے

خدا نے عقل بھی دی ہے اسے ارادہ بھی
جو میری مانے کسی سے بھی مشورہ نہ کرے

سحر کو زندہ نہ چھوڑے یہ رات چاہتی ہے
یہ اور بات ہے سورج بھی سامنا نہ کرے

نہ اس کی سڑکیں کشادہ نہ اس کی گلیاں صاف
تُو شہرِ ذات میں آئے کبھی خدا نہ کرے

نہ تیرے پاؤں میں چھالے نہ راہ میں کانٹے
خدا کبھی تجھے مضطرؔ برہنہ پا نہ کرے

چوہدری محمد علی

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔ مگر تم اُس حالت میں اِس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اُسکی مرضی اور تمہاری خواہشیں اسکی خواہشیں ہو جائیں اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مُرادیابی اور نامرادی میں اُسکے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر۔ اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے

کمیونزم —— ایک خطرناک کیپٹلزم

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے ۲۶ر فروری ۱۹۴۵ء کو احمدیہ ہوسٹل، ۳۲ ڈیوس روڈ، لاہور میں احمدیہ کالجیٹ ایسوسی ایشن کی دعوت پر ایک لیکچر دیا تھا جس کی صدارت مسٹر راجندر مینچند ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور نے کی تھی۔ اس لیکچر کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے۔

اقتصادی تجربہ اس بات کا شاہد ہے کہ انفرادی تاجر کبھی اتنے کامیاب نہیں ہوئے جس قدر کہ کمپنیاں اور کمپنیاں کبھی اس قدر کامیاب نہیں ہوئیں جس قدر کہ ٹرسٹ اور ٹرسٹ کبھی اتنے کامیاب نہیں ہوئے جس قدر کہ کارٹل۔ اور کارٹل کبھی اتنے کامیاب نہیں ہوئے جس قدر کہ وہ کمپنیاں کامیاب ہونگی جس کے پیچھے سارے ملک کی دولت اور سیاست ہوگی جیسا کہ روس میں کیا جا رہا ہے۔ افراد کی کمپنیوں کا مقابلہ چھوٹے ملک اور غیر منظم بڑے ملک کر سکتے تھے۔ مگر اجتماعی حکومتی کیپٹلزم کا مقابلہ چھوٹے ملک اور بڑے لیکن کمزور ملک کسی صورت میں نہیں کر سکتے۔

اس سے پہلے بھی بڑے صنّاع ملک چھوٹے ملکوں پر اقتدار پیدا کر لیتے تھے۔ لیکن انفرادی کیپٹلزم کی موجودگی میں ضروری نہ تھا کہ جو ملک چھوٹا ہو اس ملک میں کیپٹلسٹ نہ ہوں کیونکہ مقابلہ افراد میں تھا۔ اس لئے باوجود ملک کے چھوٹا ہونے کے اس کے کچھ افراد بڑے اور منظم ملک کا مقابلہ کرتے رہتے تھے کیونکہ وہ بھی کیپٹلسٹ ہوتے تھے۔ انگلستان نہایت منظم صنعتی ملک ہے۔ مگر باوجود اس کے ہالینڈ، بلجیئم، سوئٹزر لینڈ جیسے ملکوں کے بعض کیپٹلسٹ انگلستان کے کیپٹلسٹوں کا مقابلہ کر سکتے تھے کیونکہ مقابلہ انگلستان اور ہالینڈ یا انگلستان اور بلجیئم اور انگلستان اور سوئٹزر لینڈ کا نہ تھا بلکہ مقابلہ انگلستان اور ہالینڈ کے اور انگلستان اور بلجیئم اور انگلستان اور سوئٹزر لینڈ کے دو کیپٹلسٹوں کا تھا۔ اور ایسے مقابلوں میں چھوٹے ملک کے کیپٹلسٹوں کے لئے بھی آگے نکلنے کا کچھ نہ کچھ راستہ کھلا رہتا ہے اور ان کے آگے نکلنے سے ملک کا دوسرا طبقہ بھی فائدہ اٹھا لیتا ہے۔ یہ فرق ایسا ہی ہے جیسا کہ انگلستان اور بلجیئم کی فوجیں سامنے آئیں تو بلجیئم مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن انگلستان کا کوئی سپاہی بلجیئم کے کسی سپاہی کے مقابلہ پر آجائے تو بلجیئم کا سپاہی انگلستان کے سپاہی پر غالب آ سکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ فردی کیپٹلزم بھی ایک خطرناک شے ہے مگر اس کے باوجود خود اس ملک کے لوگوں اور اس کے حریف ملکوں کے لوگوں کے لئے کچھ نہ کچھ راستہ بچاؤ کا کھلا رہتا ہے۔ لیکن حکومتی کیپٹلزم کے سامنے چھوٹے اور غیر منظم ملک بالکل نہیں ٹھہر سکتے اور ان کے بچنے کی کوئی ممکن صورت باقی نہیں رہتی اور یہ مقابلہ ایسا ہی عبث ہو جاتا ہے جیسا کہ ایک مشین گن رکھنے والی فوج کے مقابل پر سونٹے لے کر نکلنے والی فوج عبث اور بیکار ہوتی ہے۔ کمیونزم میں ملکی اجتماعی کیپٹلزم کا طریق جاری کر کے جس میں سارے ملک کی دولت اور اس کی سیاسی برتری مجموعی طور پر دوسرے ملکوں کے منفرد صنّاعوں اور تاجروں کے مقابل پر کھڑی ہوتی ہے۔ ایک ایسا طریق رائج کیا ہے جو دنیا کے اقتصادی نظام کو بالکل تہ و بالا کر دے گا۔ لوگ ٹرسٹوں اور کارٹل کے خلاف شور مچا رہے تھے اور ان کے ظلموں کے شاکی تھے۔ مگر کمیونزم نظام کے ماتحت ترقی کرنیوالی صنعت و حرفت تمام دوسرے ملکوں کے لئے ایسی خطرناک ثابت ہوگی کہ اس کے مقابلے پر ٹرسٹ تو کیا کارٹلز بھی ایسے معلوم ہونگے۔ جیسے ایک دیو کے مقابلہ پر ایک پانچ سالہ لڑکا۔ انگلستان کا ایک بڑا تاجر امریکہ کے ایک بڑے تاجر کا مقابلہ تو کر سکتا تھا اگر مقابلہ نہ ہو سکتا تھا تو انگلستان کے چند تاجر مل کر ایک ٹرسٹ بنا لیتے تھے۔ اگر جرمنی کی سائنٹفک مصنوعات کا مقابلہ امریکہ اور انگلستان کے چند صنّاعوں کے لئے مشکل ہوتا تو دونوں ملکوں کے تاجر مل کر ایک کارٹل کے حصہ دار ہو جاتے تھے۔ مگر کمیونزم کی صنعت کا مقابلہ کوئی زبردست سے زبردست کارٹل بھی کس طرح کر سکتا تھا۔ کیونکہ کمیونزم کے ترقی یافتہ کارخانوں کی مدد پر ایک یا دو تاجر نہ ہوں گے۔ بلکہ سب ملک کی دولت ہوگی۔ اور تاجروں کی دولت ہی نہ ہوگی روس کی ڈپلومیٹک فوج اور لڑنے والی فوج اور اس کا بحری بیڑہ بھی ہوگا۔ کیونکہ اس کے کارخانے کی ناکامی کسی ایک فرد یا کمپنی کی ناکامی نہ ہوگی بلکہ خود روسی حکومت کی ناکامی ہوگی کیونکہ کمیونزم کے نظام صنعت و حرفت کے کارخانے حکومت کے قبضہ اور انتظام میں ہوں گے۔ پس جس صنعت کو یہ مدد حاصل ہوگی۔ اس کا مقابلہ غیر ملکوں کے تاجر یا ٹرسٹ یا کئی ملکوں کے اشتراک سے بنے ہوئے کارٹلز بھی کس طرح کر سکتے ہیں۔

پس رشین کمیونزم نے نہایت خطرناک کیپٹلزم کا راستہ کھولا ہے۔ جس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی اس کا مقابلہ ان دو ہی صورتوں سے ہو سکتا ہے۔

۱۔ سب دنیا ایک ہی نظام میں پروئی جائے یعنی سب ملک روسی حکومت کا جزو بن جائیں۔ اور اس طرح آئندہ غیر مساوی مقابلہ کو بند کر دیں۔ مگر کیا کمیونزم میں کوئی ایسے اشتراک کی گنجائش ہے یا کیا غیر ملکوں کے لوگ مثلاً انگلستان امریکہ فرانس کے لوگ اس امر کے لئے تیار ہیں کہ آئندہ آنے والے خطرہ سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو روسی حکومت میں شامل کر دیں اور کیا اسکی کوئی معقول امید ہے کہ اگر وہ ایسا کر بھی دیں تو وہ روسیوں کے ساتھ ہر جہت سے مساوی حقوق حاصل کر لیں گے۔ اگر یہ دونوں باتیں ناممکن ہیں جیسا کہ میرے نزدیک ہر عقلمند انسان انہیں نامعقول کہے گا۔ تو پھر یہ علاج تو بیکار ہوا۔

۲۔ دوسرا ممکن علاج اس خطرے کا یہ ہو سکتا ہے کہ سب دنیا کے ملک کمیونزم سسٹم کے مطابق الگ الگ نظام قائم کر لیں مگر سب دنیا کمیونزم میں آجائے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ چند حکومتی ٹرسٹ ایک دوسرے کا مقابلہ کریں گے اور وہ حالت موجودہ حالت سے بہت زیادہ خطرناک ہو جائے گی۔ اس تبدیلی سے صرف یہ فرق پڑے گا کہ پہلے تو ہندوستان کے تاجر کا رشیا کے تاجر سے مقابلہ ہوا کرتا تھا۔ مگر پھر ہندوستانی حکومت کے صنعتی اداروں کا مقابلہ روسی حکومت کے صنعتی اداروں سے ہوگا۔ گویا اب تو جنگ کبھی کبھار ہوتی ہے۔ اس وقت ایک مستقل جنگ دنیا میں جاری ہو جائے گی۔ ہر تجارتی ادارے کا افسر درحقیقت ایک سفیر ہوگا۔ اور ہر تجارتی مال اپنی حفاظت کے لئے اپنے ملک کی فوج اور اس کا بیڑہ ساتھ رکھتا ہوگا۔ تجارتی نظام تاجروں میں نہیں حکومتوں میں ہونگے۔ اور لین دین کمپنیوں کے مینیجر نہیں بلکہ حکومتوں کے وزیر خط و کتابت کریں گے۔ اس نظام میں کسی چھوٹے یا غیر منظم ملک کو کوئی جگہ ہی نہیں مل سکتی۔ چھوٹے ملک اور غیر منظم ملک اس نظام کے جاری ہونے پر اپنی حریت پوری طرح کھو بیٹھیں گے۔ اور صرف بڑے ملکوں کی چراگاہیں بن کر رہ جائیں گے۔ اور جو ملک منظم اور بڑے ہونگے۔ ان میں پہلے کی طرح مقابلہ جاری رہے گا۔ صرف فرق یہ ہوگا کہ پہلے تو زید اور بکر کا تجارتی مقابلہ ہوتا تھا۔ آئندہ حکومت کا حکومت سے تجارتی مقابلہ ہوگا۔ اگر یہ خیال کیا جائے کہ سب لوگ مل کر ایک باانصاف معاہدہ کر لیں تو یہ بھی درست نہیں۔ آج کا روس کل کا روس نہیں اور کل کا روس آج کا نہ ہوگا۔ جب اس کی صنعت و حرفت ترقی کرے گی اور جب اس کی دولت بڑھے گی۔ وہ دوسروں سے اپنی دولت بانٹنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ تو آج بھی تیار نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ ایران کے تیل پر کیوں قبضہ کرنا چاہتا۔

انسانی زندگی کی سجاوٹ تقویٰ سے ہوتی ہے

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفینِ نو کے والدین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"خدا کے حضور بچے پیش کرنا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اور آپ یاد رکھیں کہ وہ لوگ جو خلوص اور پیار کے ساتھ قربانیاں دیا کرتے ہیں وہ اپنے پیار کی نسبت سے ان قربانیوں کو سجا کر پیش کیا کرتے ہیں۔ قربانیاں اور تحفے دراصل ایک ہی ذیل میں آتے ہیں۔ آپ بازار سے شاپنگ کرتے ہیں۔ عام چیز جو گھر کے لئے لیتے ہیں اسے باقاعدہ خوبصورت کاغذوں میں لپیٹ کر اور اس کے گرد لپیٹے جانے والے فیتوں سے سجا کر پیش نہیں کیا جاتا۔ لیکن جب آپ کہتے ہیں کہ یہ ہم نے تحفہ لینا ہے تو

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

اجیبو اوڈے لیگوس سے تقریباً ایک سو کیلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ خاکسار مکرم صدر جماعت نائیجیریا مسٹر ایس۔او۔ بکری کے ساتھ اس جماعت سے ملاقات کے لئے گیا تو وہاں کے صدر جماعت مسٹر اے۔ جی۔ کوکو کی رہائش گاہ کے سامنے جماعت کے بعض افراد کا یہ گروپ فوٹو لیا گیا۔ درمیان میں مسٹر اے۔ جی۔ کوکو کھڑے ہیں اور ان کے دائیں جانب سیاہ چوغے میں مسٹر ایس۔ او۔ بکری۔ مسٹر کوکو درمیان میں ہونے کی وجہ سے اور سب سے طویل القامت اور جسیم ہونے کی وجہ سے ممتاز ہیں اور اس لحاظ سے بھی کہ آپ نائیجیریا جماعت کے وہ واحد فرد ہیں جنہیں حضرت امام جماعت الثانی اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے سے ۱۹۵۵ء میں انگلستان میں یوں ملاقات کا موقعہ ملا کہ چونکہ حضور اپنے علاج کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ اس لئے نائیجیریا جماعت کی نمائندگی میں آپ نے نائیجیریا سے انگلستان جاکر حضور کی عیادت کی اور کئی روز حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کرتے رہے۔

اجیبو اوڈے کئی وجوہات سے مغربی نائیجیریا میں معروف ہے۔ وہاں کے چیف بڑے چیفوں میں سے ہیں۔ اور ان کی بڑائی کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے محل کے سامنے سے کوئی شخص چھتری کھول کر نہیں جاسکتا۔ لازم ہے کہ ہر شخص ان کے محل کے آگے سے گذرتے ہوئے چھتری کو بند رکھے۔ غالباً مطلب یہ ہے کہ وہاں کے لوگوں کی چھتری تو وہ چیف صاحب ہیں۔ اب ان کے محل کے سامنے اگر کوئی چھتری لگائے گا تو شاید اس کا یہ مطلب ہو کہ اپنے لئے اس نے چیف صاحب کے علاوہ ایک اور چھتری کا انتخاب کر لیا ہے۔ وہاں کی گاری جو مغربی نائیجیریا کی سٹیپل فوڈ ہے۔ نہایت اچھی ہوتی ہے۔ اسے یا تو پانی میں ڈال کر چمچے کے ساتھ کھاتے ہیں۔ تاکہ پانی گلاس ہی میں رہے اور گاری جو گیلی ہو کر زود ہضم ہو جاتی ہے وہ کھا لی جائے۔ یا اس گاری کو گرم پانی میں ڈال کر گوندھے ہوئے آٹے کی طرح یا حلوے کی طرح بنا کر سالن کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ دوسری بات جس کے لئے اجیبو اوڈے مشہور ہے وہ اب تو درست معلوم نہیں ہوتی۔ ہوسکتا ہے کسی زمانے میں اس کے سر لگ گئی ہو۔ وہ یہ کہ اگر مغربی نائیجیریا میں کہیں کوئی کھوٹا روپیہ دیکھا جائے تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ اجیبو منی ہے۔ یعنی اجیبو روپیہ ہے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ کسی وقت میں اجیبو اوڈے میں بعض لوگ جعلی کرنسی بنایا کرتے تھے۔ اجیبو اوڈے کی مشہوری کی (یا بدنامی کی کہہ لیجئے) ایک اور وجہ بھی ہے۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ جب ۱۹۴۵ء میں صحرائی سفر کرتے ہوئے نائیجیریا جا رہا تھا تو سوڈان کے ایک علاقے میں پتہ چلا کہ نائیجیریا سے ایک شخص اپنے تین سو دوستوں کو ساتھ لے کر حج کے لئے جا رہا ہے اس کے پاس ایک لمبا سا سونٹا ہے جس کے اوپر لوہے کا پنجہ بنا ہوا ہے۔ اور اس کے پاس ایک چھوٹی سی صندوقچی ہے۔ جس میں قرآن مجید اور بائیبل رکھے ہوئے ہیں۔ اس شخص کا دعویٰ تھا کہ وہ دنیا میں مسلمانوں اور عیسائیوں کو اکٹھا کرنے کے لئے آیا ہے۔ کیونکہ اس کے خیال میں بائیبل اور قرآن مجید کی تعلیم ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ ان دونوں کی تعلیم کے ایک جیسی ہونے کے باوجود عیسائی اور مسلمان الگ الگ رہیں۔ یہ تین سو ساتھی بیچارے بغیر کسی ساز و سامان کے تھے اور واپسی پر اس شخص کے علاوہ ان تین سو میں سے صرف چند ایک زندہ بچے اور واپس نائیجیریا پہنچے اور کہتے ہیں کہ جب وہ نائیجیریا پہنچا تو متعدد گھروں میں کہرام مچا ہوا تھا۔ کہ ان کے لوگ جو اس شخص کے ساتھ گئے تھے واپس نہیں آسکے۔ اس نے اجیبو اوڈے میں ایک شیڈ تعمیر کیا ہوا تھا جس میں اس کے جلسے اور روایتی رقص ہوتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک ایسی عبادت بنا رہا تھا جسے وہ نامکمل چھوڑ کر فوت ہوگیا ہے۔ جس میں متعدد دروازے تھے اور ان دروازوں پر نبیوں کے نام کندہ تھے گویا کہ ان میں سے ہر ایک دروازہ ایک نبی کے نام منسوب تھا۔ ایک وقت میں اس شخص کو محترم حکیم فضل الرحمٰن صاحب نے چیلنج بھی دیا لیکن وہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ اس زمانہ میں مہدی ہو کر آیا ہے اور اس کی مہدویت کا مقصد یہ ہے کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کو اکٹھا کر دے۔ اس کا یہ بھی کہنا تھا کہ ملکہ سباء جو حضرت سلیمانؑ کے زمانہ میں تھیں وہ اجیبو اوڈے کی باشندہ تھیں۔ بہرحال اجیبو اوڈے مغربی نائیجیریا میں خاصا معروف اور مشہور ہے۔ مسٹر اے۔ جی۔ کوکو وہاں ہماری احمدیہ جماعت کے صدر تھے۔ اگرچہ وہ تھے تو اجیبو اوڈے کے صدر لیکن وہ احمدیت سے دلچسپی کی وجہ سے دیگر جماعتوں کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔ اکثر لیگوس آتے اور اکثر مجلس عاملہ اور امیر صاحب سے مشورہ کرتے ہوئے متعدد جماعتوں کی بہبود کے سامان فراہم کرتے تھے مجھے کئی دفعہ اجیبو اوڈے جاکر ان کی مہمانی کا موقعہ ملا۔ ہر دفعہ انہوں نے نہایت محبت اور پیار اور عقیدت کا سلوک کیا۔ ۱۹۵۵ء میں جب حضرت امام جماعت الثانی اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔ اپنے علاج کے لئے اور اس کے ساتھ ہی قضیہ زمین بر سر زمین نمٹانے کے لئے مربیان کی عالمی کانفرنس منعقد کرنے کے لئے انگلستان تشریف لے گئے تو جن مربیوں کو اس کانفرنس کے لئے بلایا گیا تھا۔ ان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار بھی شامل تھا۔ حضور نے خاکسار کی بہت عزت افزائی فرمائی کہ سارے افریقہ میں سے صرف خاکسار کو اس کانفرنس کے لئے بلایا۔ میں نے تو جانا ہی تھا لیکن مجلس عاملہ میں خاکسار نے یہ تجویز رکھی کہ حضور چونکہ علالت کے پیش نظر انگلستان تشریف لائے ہیں اور یوروپ میں حضور اپنا علاج کروائیں گے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت کا کوئی فرد حضور کی عیادت کے لئے انگلستان جائے اور اپنے آپ کو حضور کے روبرو پیش کرکے حضور کی عیادت کرے۔ چنانچہ اس سلسلے میں مسٹر اے۔ جی۔ کوکو کا نام سامنے آیا اور اس کے ساتھ ہی خاکسار کی درخواست پر یہ بات بھی مجلس عاملہ نے منظور کر لی کہ نائیجیریا کی بنی ہوئی ایک خوبصورت چھتری حضور کی خدمت میں پیش کی جائے اور حضور سے درخواست کی جائے کہ حضور تبرک کے طور پر اپنی چھتری نائیجیریا کی جماعت کو عطا فرمائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مسٹر اے۔ جی۔ کوکو انگلستان تشریف لے گئے اور حضور سے ملاقات کرکے جماعت کی طرف سے حضور کی عیادت کی۔ حضور جہاں تشریف فرما ہوتے۔ مسٹر کوکو کرسی کے پاس نیچے بیٹھ جاتے حضور نہایت شفقت سے اور محبت سے مسٹر کوکو کو چیف کوکو کہہ کر بلاتے تھے اور حضور بار بار کہتے کہ آپ زمین پر نہ بیٹھیں۔ لیکن مسٹر کوکو نہایت انکسار اور عجز کے ساتھ درخواست کرتے کہ خاکسار کو یہ سعادت عطا فرمائی جائے کہ میں حضور کے قدموں میں بیٹھوں۔ چنانچہ جتنا عرصہ مسٹر کوکو انگلستان میں رہے۔ حضور کے پاس کرسی کے ساتھ ہی زمین پر بیٹھ کر حضور سے باتیں کرتے۔

مجھے کئی دفعہ خیال آیا کہ اگر ایک عام چیف اپنے شہر کے یا اپنے گاؤں کے کسی شخص کو چیف بنانا چاہے تو وہ اسے چیف کا عہدہ دے دیتا ہے اور پھر وہ چیف بن جاتا ہے۔ مسٹر کوکو جو روایتی طور پر چیف نہیں تھے لیکن چونکہ حضرت امام جماعت الثانی حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔ آپ کو ہمیشہ چیف کے لقب سے یاد فرماتے تھے تو کیوں نہ ہم انہیں چیف اے۔ جی۔ کوکو کہیں جب پہلی دفعہ حضور نے انہیں چیف کے لقب سے پکارا تو میں نے اس بات کی وضاحت کرنے کی کوشش کی کہ حضور اگرچہ یہ اپنے لباس سے تو چیف ہی لگتے ہیں لیکن روایتی طور پر یہ صاحب نائیجیریا میں چیف نہیں ہیں۔ حضور نے فرمایا اس بات کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہم تو انہیں چیف ہی سمجھتے ہیں اور اس کے بعد حضور نے ہمیشہ انہیں چیف کوکو ہی کہا۔ ان دنوں چیف کوکو ساری جماعت یعنی احمدیہ جماعت کے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مشنوں میں یوں معروف ہوگئے کہ محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب نے حضور اور چیف کوکو کی ایک تصویر لی اور اس تصویر کو خدام الاحمدیہ کے البم میں شائع کرکے ساری دنیا میں ان کے نام کو پہنچا دیا۔ ہر جگہ لوگ جانتے

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات —— نون سین

مشرقِ وسطیٰ اور امن

جدہ میں تنظیم آزادئ فلسطین کے نمائندہ احمد عبدالرحمان کی طرف سے جاری کئے گئے ایک بیان کے مطابق امن کانفرنس کو صرف اسی صورت میں جاری رکھنے کے خیال کا اظہار کیا گیا ہے کہ اسرائیل آئندہ اجلاس سے پہلے چار باتوں کا اقرار کرے۔ پہلی بات یہ کہ اسرائیل جو آبادیاں مقبوضہ علاقوں میں بسا رہا ہے۔ ان آبادیوں کے پروگرام کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔ جب تک ایسا نہ ہو مزید گفت و شنید کا کوئی امکان نہیں ہوگا۔

دوسری شرط یہ پیش کی گئی ہے کہ زیادہ سے زیادہ اس گفت و شنید کو تین ماہ تک جاری رہنا چاہیئے۔ ان تین مہینوں کے دوران مقبوضہ علاقوں کے متعلق ایسے فیصلے ہو جانے چاہئیں جو تنظیم آزادئ فلسطین کو منظور ہوں۔ ان کے مطابق فلسطینی حکومت کے قیام کا پروگرام بن جانا چاہیئے۔ یہ فلسطینی حکومت مقبوضہ علاقوں میں تمام اختیارات حاصل کر لے گی۔ تیسری بات جو شرط کے طور پر بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جلد از جلد ایک ایسا پروگرام طے پا جانا چاہیئے جس کے مطابق اسرائیل مقبوضہ علاقوں کو چھوڑ دے گا۔

یہ بھی ایک شرط کے طور پر پیش کیا گیا ہے کہ جو معاہدہ ہو وہ اسرائیل اور فلسطینی حکومت کے درمیان ہونا چاہیئے۔ اگر ان باتوں کا اقرار نہ کیا جائے تو گفتگو کو آئندہ آگے بڑھنے کا موقعہ نہیں دیا جانا چاہیئے۔ ان شرائط میں اسلحہ، پانی کی تقسیم، اقتصادی روابط، اور ماحول کے متعلق بھی بحث کرنا شامل ہے۔

اور یہ بات اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کی قرار داد ۲۴۲ اور ۳۳۸ پر عمل درآمد کرنے کے بعد شروع ہونی چاہیئے۔ بتایا گیا ہے کہ عمان میں فلسطینیوں کی نمائندہ حنان اشراوی نے کہا ہے کہ قیام امن کے متعلق اگلا اجلاس نہایت مشکل ہوگا اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ سیاسی فسادات کی بنا پر یہ راستہ لمبا بھی ہوگا۔

سارک کی میٹنگ

اگرچہ سارک کی کولمبو میں ہونے والی میٹنگ تو ملتوی ہو گئی ہے۔ لیکن امید کی جاتی ہے کہ اس سال کے آخری حصے میں کسی وقت یک روزہ میٹنگ منعقد کی جا سکے گی۔ مالدیو کے صدر مامون عبدالقیوم اپنے وزیر خارجہ کو ہندوستان نیپال اور بھوٹان بھیج رہے ہیں تاکہ ان سے ملاقاتیں کر کے سارک کی آئندہ ہونے والی میٹنگ کے اوقات متعین کئے جا سکیں۔ یہ یک روزہ میٹنگ جو منعقد ہونے والی تھی اس لئے منعقد نہ کی جا سکی کہ بھوٹان کے شاہ KING WANG EIHDA نے کہا تھا کہ وہ خود تو اس میٹنگ میں شریک نہیں ہو سکیں گے البتہ اپنے نمائندے کو بھیجیں گے۔ اس کے بعد ہندوستان کے وزیر اعظم نے بھی میٹنگ میں شرکت کرنے سے معذوری ظاہر کر دی۔ اور اگر یہ دونوں سارک کانفرنس میں شریک نہ ہوں تو یقیناً سارک کانفرنس بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ اسی لئے غیر رسمی طور پر سری لنکا میں موجود ہونے والے ان سربراہان مملکت نے جو سارک کے ممبر ہیں یہ تجویز پیش کی ہے کہ سارک کی میٹنگ کے انعقاد کے لئے جو شرائط رکھی گئی ہیں ان میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ بہر حال اب مالدیو نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ اس سال کے اختتام سے پہلے یک روزہ سارک کانفرنس ہو جانی چاہیئے یہ تجویز انہوں نے سری لنکا پاکستان اور بنگلہ دیش کی حکومتوں کے سربراہوں کے سامنے رکھی ہے اور انہوں نے اس سے اتفاق کیا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ سارک کی میٹنگ میں آئندہ کوئی الجھن پیش نہیں آئے گی۔ یہ یک روزہ میٹنگ مالدیو کے صدر کو اپنا عہدہ سری لنکا کے سپرد کرنے کا موقعہ فراہم کرے گی

بغداد کا کیمیاوی اسلحہ

مانا ما کی خبر میں کہا گیا ہے کہ اقوام متحدہ کی ایک ٹیم بغداد پہنچ رہی ہے تاکہ وہاں جو انریچڈ یورینیم ENRICHED URANIUM پایا گیا ہے اسے عراق سے واپس لے لیا جائے۔ یہ یورینیم عراق کو سوویٹ یونین سے ملا تھا۔ اور اب اقوام متحدہ کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ سوویٹ یونین ہی کو واپس کر دیا جائے۔ بغداد جانے والا وفد اٹھارہ افراد پر مشتمل ہے اور وہاں ایک ہفتہ قیام کرے گا۔ اس وفد کے سربراہ ایک یونانی ہیں۔ انہوں نے گذشتہ ماہ عراق کو اس بات پر مائل کر لیا تھا کہ وہ اس یورینیم کی موجودگی کا اعتراف کرے۔ اس وفد کے ساتھ پانچ ایسے افراد بھی شامل ہیں جو کیمیاوی ہتھیاروں کے ماہر ہیں۔ یہ افراد عراقی حکام کے ساتھ گفت و شنید کر کے کوشش کریں گے کہ کیمیاوی اسلحہ کو ضائع کر دیا جائے۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت عراق کے پاس ۴۵،۰۰۰ کی تعداد میں کیمیاوی اسلحہ موجود ہے۔ اور ۱۹۹۲ء تک بلکہ ۱۹۹۲ء کے آغاز تک عراق کے پاس ۶۰۰ سے ۷۰۰ ٹن تک کیمیاوی مواد موجود ہوگا۔

اسلامی ممالک اور سائنس

کویت کے امیر جو اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے چیئرمین بھی ہیں نے تمام اسلامی ممالک سے اپیل کی ہے کہ وہ سائنس کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ اور سلامی دنیا کے لئے آگے بڑھنے کے مواقع پیدا کریں۔ انہوں نے اپنے پیغام میں جو سائنس پر تکنیکی تعاون کی سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ میں شرکت کرنے والوں کو دیا گیا ہے۔ کہا ہے کہ اگر ہم ایک دوسرے سے صحیح معنوں میں تعاون کریں تو ہم اپنے مقاصد آسانی سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اس میٹنگ میں امیر کویت کا پیغام کویتی وفد کے سربراہ ڈاکٹر علی نے پڑھ کر سنایا۔ پیغام میں امیر کویت نے اس بات پر زور دیا ہے کہ سب اسلامی ملکوں کو چاہیئے کہ سائنس کی ترقی سے فائدہ اٹھائیں اور اس فائدے کے لئے بلا تمیز مذہب و ملت ساری دنیا سے اپنا رابطہ قائم رکھیں۔ انہوں نے اسلامی ملکوں کو یہ بات یاد دلائی۔ کہ ان کی پشت پر سائنس کی ترقی کی ایک لمبی تاریخ موجود ہے۔ اور اگر کوشش کی جائے تو سائنسی فروغ کی وہ کیفیت جو پہلے مسلمانوں کا طرۂ امتیاز تھی اب بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ سائنس کی ساری ترقی انسانی مسلسل کوشش کا نتیجہ ہے۔ اور اسے کسی صورت میں بھی کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچنے دینا چاہیئے۔ امیر کویت نے پاکستان اور دیگر ممالک کے سربراہوں کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ نے ہمارا ساتھ دے کر ہمیں بہت متاثر کیا ہے۔

جاپانی فوج

خلیج کی جنگ کے دوران امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے جاپان سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ وہ اپنے فوجی دستوں کو بھی اس جنگ میں جھونکے۔ لیکن چونکہ جاپان کا دستور اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ جاپانی فوجیں ملک سے باہر جا کر کسی لڑائی میں حصہ لیں اسلئے جاپان صرف اتنا کر سکا کہ لڑنے کے علاوہ جو خدمات سرانجام دی جا سکتی تھیں وہ دینے کے لئے تیار ہو گیا۔ لیکن اس کے باوجود جاپان میں یہ بحث چھڑ گئی کہ ایسا کرنا بھی دستور اور جاپانی مزاج کے خلاف ہے۔ اب یہ فیصلہ کیا جا رہا ہے کہ جہاں تک قیام امن کا تعلق ہے۔ اقوام متحدہ اور سیکورٹی کونسل کے پروگراموں میں حصہ لینے کے لئے کم از کم دو ہزار افراد پر مشتمل فوجی دستے باہر بھیجے جا سکیں۔ اسوقت جاپان کے پاس ایک لاکھ ساٹھ ہزار فوجی نفری موجود ہے۔ ایک خاصی بڑی پارٹی جس کی پشت پناہی بدھ مت کے لوگ کر رہے ہیں۔ اس تجویز کی حمایت کرتی ہے۔ اس پارٹی نے نئے وزیر اعظم کو یقین دلایا ہے کہ اگر فوجیں ملک سے باہر بھیجنے کا بل پیش ہوا تو وہ وزیر اعظم کا ساتھ دے گی۔ وزارت خارجہ جاپان نے کہا ہے کہ امید ہے کہ سال رواں کے اخیر تک یہ بل منظور ہو جائے گا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگلے سال اور اس کے بعد اگر کہیں ضرورت پیش آئی تو جاپان کے فوجی دستوں کو ملک سے باہر بھیجا جا سکے گا۔ چونکہ اس وقت جاپان کمبوڈیا میں اپنی فوجوں کو بھیجنا چاہتا ہے تاکہ اقوام متحدہ کے قیام امن کے پروگرام میں حصہ لے سکے۔ اسلئے یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ سفارتی طور پر بعض ممالک کی طرف سے جاپان کی مخالفت ہوگی۔ بعض دیگر ممالک نے بھی کمبوڈیا اپنے فوجی دستے بھیجے ہیں۔ ان ممالک میں آسٹریلیا بھی شامل ہے۔

امریکہ اور چینی سوشلزم

گذشتہ روز بیجنگ میں چین کی لیڈر شپ کے بعض ایسے کاغذات مغربی ممالک کے صحافیوں کے ہاتھ لگے جن سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے خیال کے مطابق امریکہ کے صدر جارج بش چین میں سوشلزم کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کاغذ ایسے وقت میں صحافیوں کے ہاتھ لگے ہیں جب کہ امریکہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ جیمز بیکر چین کا دورہ کرنے والے ہیں۔ ان میں پرزور طریق پر یہ کہا گیا ہے کہ صدر بش، چین

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نامہ نگار

الہدیٰ کالج میں ایک تقریب

مورخہ ۱۳ر نومبر کو الہدیٰ ماڈل کالج دارالنصر غربی ربوہ میں ایک تقریب منعقد ہوئی جسمیں محترم مولانا نسیم سیفی صاحب ایڈیٹر الفضل نے خطاب کیا۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس کے بعد کالج کے پرنسپل محترم ڈاکٹر سید سلطان محمود شاہد صاحب نے معزز مہمانوں کا تعارف کروایا۔ پرنسپل صاحب نے کہا کہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ نسیم سیفی صاحب طلباء کو خطاب کرنے آئے ہیں انہوں نے ربع صدی تک مغربی افریقہ میں احمدیت کی خدمت کی ہے۔ اور نائیجیریا میں خاص طور پر ایک لمبا عرصہ گذارا ہے۔ ان کی کوششوں کو اللہ تعالٰے نے یوں نوازا ہے کہ آج نائیجیریا میں جماعت احمدیہ نہایت مضبوط بنیادوں پر استوار ہے۔

محترم سیفی صاحب نے اپنے خطاب میں مغربی افریقہ میں احمدیت کے بارے میں معلومات فراہم کیں انہوں نے بتایا کہ مغربی افریقہ کے ممالک نائیجیریا اور غانا میں احمدیت کا آغاز حضرت مولوی عبدالرحیم نیر صاحب کے ذریعہ ۱۹۲۱ء میں ہوا۔ اور ابتداء ہی میں دس ہزار کے قریب افریقی احباب احمدی ہو گئے۔ سیرالیون میں مشن کا باضابطہ آغاز ۱۹۳۷ء میں ہوا۔

فاضل مقرر نے مغربی افریقہ کے ممالک میں احمدیہ جماعت کی سب سے بڑی خدمت تعلیم پھیلانے کو قرار دیا۔ انہوں نے بتایا کہ احمدیہ جماعت سے پہلے صرف عیسائیوں کے سکول تھے۔ جہاں مسلمان بچوں کو دینیات اور نماز کا سبق بھی عیسائی ٹیچر پڑھایا کرتے تھے جماعت نے اپنے سکول قائم کرنے شروع کئے اور آج پون صدی گذرنے کے بعد مغربی افریقہ کے ممالک میں جماعت احمدیہ کے سینکڑوں پرائمری سکولوں کے علاوہ دیگر ممالک کے علاوہ سیرالیون میں ۲۰ احمدیہ سیکنڈری سکول اور گیمبیا میں ۳ سیکنڈری سکول قائم ہیں۔

انہوں نے کہا کہ آج مغربی افریقہ کے ممالک میں احمدیوں کو جو عزت و احترام حاصل ہے وہ ان کی تعلیمی خدمات کی وجہ سے ہے۔

بعد میں سوالات کا سلسلہ شروع ہوا۔ ایک سوال کے جواب میں موصوف نے جماعت احمدیہ کی طبی خدمات پر روشنی ڈالی اور احمدی ڈاکٹروں کی انتھک اور مثالی خدمات کا ذکر کیا محترم سیفی صاحب نے کہا کہ یہ سب کچھ محض اللہ تعالٰے کے فضل و کرم سے ہوا ہماری محنت کا اسمیں کوئی دخل نہیں ہم نے صرف چلتی گاڑی کو انگلی لگائی ہے اور لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ ہم گاڑی کو چلا رہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ انسان کچھ ہی کیوں نہ کرلے اگر اللہ تعالٰے کا فضل شامل حال نہ ہو تو کچھ نہیں ہو سکتا۔

ایک اور سوال کے جواب میں مولانا نے بتایا کہ انہوں نے نائیجیریا سے ہفتہ وار اخبار ٹروتھ نکالا جسکی بارہ سال تک ادارت کی اور اس سارے عرصے میں ایک بھی پرچہ کا ناغہ

باقی ص۷ پر

بقیہ ص۴ سے آگے

تھے کہ یہ شخص کوکو ہے اور نائیجیریا کا ہے۔ اگرچہ یہی بات کچھ کم نہ تھی کہ نائیجیریا کو یہ سعادت حاصل ہو گئی کہ حضور کی عیادت کے لئے ایک شخص کو وہاں بھیجا گیا اور عیادت کے علاوہ حضور کی خدمت میں چھڑی پیش کر کے حضور کی چھڑی جو اس وقت بھی نائیجیریا جماعت میں تبرک کے طور پر رکھی ہوئی ہے مل گئی، بلکہ نائیجیریا کا نام بھی احمدیہ دنیا کے نقشے پر اس طرح لکھا گیا جسے ہم انمٹ کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ کوئی جماعت ایسی نہیں تھی جس کے پاس خدام الاحمدیہ کا وہ البم نہ پہنچا ہو اور اس البم میں دیگر تصاویر کے علاوہ چیف کوکو کی حضور کے ساتھ تصویر نہایت نمایاں تھی۔ نائیجیریا کے اخباروں نے بھی اس خبر کی خوب خوب تشہیر کی کہ حضرت فضل عمر کی عیادت کے لئے نائیجیریا سے مسٹر اے۔ جی۔ کوکو نائیجیریا کی جماعت کے نمائندہ بن کر گئے۔ چنانچہ واپسی پر بھی اخباروں نے اس بات کا ذکر کیا اور اس طرح جماعت کو خاصی خوشی کا موقعہ نصیب ہوا۔ چیف کوکو جب صرف اجیبو اوڈے کی جماعت کے صدر تھے۔ اس وقت بھی جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے۔ مجلس عاملہ اور صدر جماعت سے مشورہ کر کے جماعت کے مختلف امور کی سرانجام دہی میں حصہ لیا کرتے تھے لیکن بعدازاں آپ نائیجیریا کی جماعت کے نائب صدر ہو گئے اور اس طرح آپ کو ساری جماعت کی خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔ آپ نے سکولوں میں خاص طور پر دلچسپی لی اور اس کے علاوہ احمدیہ جماعت کے لئے بیت الاحمدیہ بھی تعمیر کی۔

اجیبو اوڈے پاکستان میں بھی اس طرح خاصا مشہور ہو گیا کہ وہاں کی ایک لیڈی مجسٹریٹ کی والدہ جن کا نام فاطمہ تھا نے ایک بیت بنائی۔ اور وہ بیت جو خاصی وسیع و عریض تھی جماعت کے حوالے کر دی یہ وہی بیت تھی جس پر لکھی گئی تحریر کے متعلق یہاں شور ڈالا گیا تھا کہ اس پر انہوں نے اپنا کلمہ لکھا ہوا ہے۔ حالانکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ کسی ایک بیت پر کوئی غلط یا الگ کلمہ لکھا جانے سے جماعت کچھ حاصل نہیں کر سکتی اور جماعت اپنے عقیدے کے خلاف ایسا کر بھی کس طرح سکتی تھی۔ لیکن بہرحال جب شورش زوروں پر تھی تو اجیبو اوڈے کا اور اجیبو اوڈے کی اس بیت کا خاص طور پر ذکر کیا جاتا تھا۔ بعد میں آہستہ آہستہ یہ جھوٹ یوں دب گیا کہ جس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ ملیامیٹ ہو گیا۔ بیت بھی موجود ہے اور بیت میں نماز ادا کرنے والے بھی موجود ہیں۔ اور نائیجیریا کے دیگر احمدیوں نے بھی اس بیت کو دیکھا ہے اور وہاں نمازیں ادا کی ہیں۔ وہ سب جانتے ہیں کہ احمدیہ جماعت کے متعلق غلط پراپیگنڈہ کرنے کیلئے اس بیت کا نام لیا جاتا تھا۔

بہرحال یہ تصویر جو اس وقت پیش نظر ہے اجیبو اوڈے میں لی گئی تھی اور اس میں سب سے نمایاں صدر جماعت نائیجیریا کے بعد مسٹر چیف اے۔ جی۔ کوکو ہیں۔ ان کی دوسری تصویر جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے۔ حضرت امام جماعت الثانی کے ساتھ ہے اور وہ تصویر متعدد احمدیہ گھروں میں بھی موجود ہے۔ البم میں شائع ہونے کی وجہ سے تو وہ ساری دنیا میں پہنچ گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ چیف اے۔ جی۔ کوکو کے درجات بلند کرے اور انکی اولاد در اولاد کو احمدیہ جماعت کی خدمت کی توفیق دے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

۱۹۷۶ء میں پہلی دفعہ سیرالیون سے پاکستان واپس آتے ہوئے نائیجیریا میں چند روزہ قیام کے دوران مجھے بھی اجیبو اوڈے کی اس بیت میں نماز ادا کرنے کا اس وقت موقعہ ملا جب اجیبو اوڈے کی جماعت نے مجھے استقبالیہ سے نوازا۔

بقیہ ص۵ سے آگے

میں سرمایہ داری کا نظام رائج کرنا چاہتے ہیں۔

جیمز بیکر امریکہ کے سب سے بڑے ایسے عہدہ دار ہیں جو اس وقت کے بعد پہلی دفعہ چین کا دورہ کرنے لگے ہیں جبکہ ۱۹۸۹ء میں چین میں جمہوریت کے متعلق واقعات پیش آئے تھے۔

یہ حیرت کی بات ہے کہ اس سے قبل چینیوں نے کھلم کھلا بش کی خاصی تعریف کی ہے اور اس تعریف میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جارج بش چین کے طرف دار ہیں۔ اسی سال بش نے کوشش کر کے چین کے اس سٹیٹس کو اپنے ملک میں ایک سال کے لئے قائم کروایا جس سے زیادہ مراعات مل سکتی ہیں۔ یہ کوششیں امریکہ میں خاصی اہمیت رکھتی ہیں اس وقت یہ بھی کہا گیا تھا کہ چین کو مراعات دینا نہایت ضروری ہے اور امریکہ کے مفاد میں ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی کہی گئی تھی کہ ان مراعات کے دینے کا یہ مطلب بھی ہے کہ ہم اپنی جمہوریت اور آزادی کے خیال کو چین میں پھیلائیں کہتے ہیں کہ یہ کاغذات دراصل چین نے اندرونی طور پر اپنی پالیسیوں کے اختیار کرنے کے لئے تیار کئے تھے اور اس بات کے باوجود کہ پبلک بیانات ان سے بالکل مختلف ہیں اور ان سے الفاظ زیادہ نرم استعمال کئے جاتے ہیں۔ تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ ان کاغذات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ امریکہ کی دو رخی پالیسی سے چین تہہ دل سے خوش نہیں ہے چین کے لیڈر سمجھتے ہیں کہ اگرچہ امریکہ بظاہر ہماری تائید کرتا ہے۔ لیکن پس پردہ وہ اس بات کا خواہش مند ہے کہ ہماری پالیسیوں کو تبدیل کرا دے اور ہمارے نظریات کو تہہ و بالا کر دے لیکن چونکہ دونوں ملکوں کو ایک دوسرے کی ضرورت بھی ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ چین کو امریکہ کی زیادہ ضرورت ہے اس لئے چین چاہے کچھ ہی سوچتا ہو۔ وہ اپنے بیانات میں امریکہ کے خلاف سخت الفاظ کہنا اپنے لئے مفید نہیں سمجھتا۔ ان کاغذات کے صحافیوں کے ہاتھ لگ جانے سے پتہ چلا ہے کہ چین دل ہی دل میں کیا سوچتا ہے اور کیا ارادے رکھتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان ـــــ عطیہ عارف

مکرم ملک ابراہیم صاحب

زندگی ریل گاڑی کا سفر ہے جس میں سوار ہر مسافر کو اپنی منزل پر اترنا ہے مگر عجب فلسفہ حیات ہے راہی کو اپنی منزل اپنے آخری اسٹیشن اور آخری لمحات کا علم نہیں وہ ہوا و حرص کی دنیا میں گھرا اپنی زادِ راہ سے بے خبر ہے جب اچانک اس کا کوئی اپنا اپنی منزل پر پہنچ کر حیات سے وابستہ زنجیر کو توڑ کر الگ ہو جائے تو بچھڑنے والے کا صدمہ اس کی جدائی۔ اس کی یاد تڑپاتی ہے اور زندگی پھر محوِ سفر ہو جاتی ہے کیوں؟ سفر تو جانے والے کا ختم ہوا ہم تو راہِ حیات پر گامزن ہیں۔ ایسے ہی اچانک ایک صبح ۳ نومبر ۱۹۹۱ء کی خبر نے چونکا دیا کہ میرے سب سے بڑے بھائی ملک ابراہیم صاحب کا سفر ختم ہوا۔ میرے بڑے پیارے تایا جان کی اکلوتی اور آخری نشانی بھائی جان بھی وفات پا گئے۔ "ہم اسی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے" محترم تایا جان کا ہمارے خاندان پر ایک بہت بڑا احسان ہے کہ ہم اس کا بدل نہیں دے سکتے ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعا گو رہنا چاہئے۔ کیونکہ ہمارے ددھیال خاندان میں پہلی شمع احمدیت روشن کرنے والے تایا جان ملک غلام فرید تھے۔

آپ کے پہلے فرزند ابراہیم چھ ماہ کے بعد ہی والدہ کے پیار سے محروم ہو گئے۔ تو ہماری دادی جان نے پرورش کی۔ ہمارے سب سے چھوٹے چچا اور بھائی ابراہیم ہم عمر تھے۔ تعلیم و تربیت کے دور میں آتے ہی تایا جان کو ان کی تربیت کی فکر ہوئی اور اس اکلوتے بچے کی خاطر وہ قادیان میں احمدی ماحول اور احمدی تربیت کے لئے نقل مکانی کر گئے۔ تایا جان نے قادیان تعلیم الاسلام ہوسٹل میں بطور کلرک نوکری کی اور اپنے بیٹے کی خاطر دنیا تیاگ دی ساری زندگی اس بچے کی خاطر وقف کر دی۔ یہ لمبا عرصہ تعلیم اور بھائی ابراہیم کی فوج کی ملازمت کا خاصا مشکل اور کٹھن مرحلہ تھا۔ ایک بچے کو گھر کا ماحول دینا ماں کی شفقت اور پھر سب رشتہ داروں سے بھی تعلق رکھنا کہ مستقبل میں یہ بچہ معاشرہ میں تنہا نہ رہ جائے بھائی جان اپنے بچپن کے تلخ واقعات سناتے ہوئے اکثر نمناک ہو جاتے۔ شادی کا مرحلہ آیا تو بھی تایا جان نے نیک اور مخلص احمدی رشتہ داروں میں شادی کی یہی خلوص نیت کی وجہ سے ان کی ساری اولاد ۴ بیٹے اور ۲ بیٹیاں احمدی مخلص اور اچھے گھروں میں دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بھائی جان نے مرکز ربوہ سے تعلق مضبوط رکھا وہاں دوکان کریانہ بنائی اور پلاٹ خریدا۔ حالانکہ ان کی زمین جائیداد سیالکوٹ کے قریب پیرو چک میں ہے پہلے ان کی دکان منڈی میں تھی پھر اپنے بڑے بیٹے نعیم ملک کو وہ دیکر دوسری دکان گول بازار ربوہ میں ملک کریانہ سٹور بنائی۔

بھائی جان میرے تایا زاد اور میرے میاں کے ماموں زاد بھائی تھے۔ ان کے بعد خاندان میں دوسرا خاندان ہمارے ابا جان کا ہے جو احمدیت کے نور سے منور ہوا۔ آج ہم تایا جان کی وجہ سے پیدائشی احمدی کہلاتے ہیں۔ میرے گھر اور بچوں سے والہانہ محبت تھی۔ ہر دفعہ لاہور آتے ہوئے بچوں کے لئے ان کی عمر اور پسند کے مطابق چھوٹی چھوٹی ڈبیوں میں ٹافی سونف وغیرہ کی پیکنگ بنا کر لاتے۔ بچے بہت خوش ہوتے ہر لمحہ مسکرانے اور دوسروں کو بھی خوش رکھنے والے وجود تے میرے بچوں کو بہت پیار دیا۔ ہر احمدی اور رشتہ دار سے بہت تکلیف کے بعد بھی ضرور ملنے جاتے اور شجرہ نسب معلوم کرتے۔ ہنس مکھ خوش اخلاق خوش مزاج سادہ اور ملنسار شخصیت تھے۔ نئی اور پرانی نسل کے درمیان رابطہ تھے۔ بچوں کو پرانے واقعات سناتے اور اکثر بچوں کے ناراض ہونے پر منانے کے لئے یہ شعر پڑھتے۔

خدا روٹھ جائے تو سجدہ کروں
صنم روٹھ جائے تو کیا کروں

قادیان میں پڑھنے کی وجہ سے احمدیت سے بہت لگاؤ اور بہت علم تھا۔ ہر احمدی رسالہ یا اخبار کا مطالعہ بہت کرتے۔

آخری ملاقات صرف دو ہفتہ قبل ہوئی جب وہ ملک سعید صاحب کی وفات جو ٹرین کے حادثہ کی وجہ سے ہوئی گئے وہ ان کے ہم زلف تھے۔ بھائی ابراہیم بہت ہی دلبرداشتہ ہو گئے اور بچوں کی طرح روئے کہ ان کا دوست بلکہ سب اچھے لوگ آہستہ آہستہ جدا ہو رہے ہیں اور خدا مجھے کسی کا محتاج نہ کرے اتنے بیمار بھی نہ تھے کہ یکدم چلے جاتے مگر خدا تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور وہ صرف دو دن مشن ہسپتال سیالکوٹ میں داخل ہوئے۔ چلتے ہوئے گرے اور وہیں وفات ہو گئی۔

دستور ہے کہ انسان کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ اور وہ اس حکم کے سامنے مجبور ہے۔ پیاری بھابی جان بہت صابر شاکر اور متوکل ہستی ہیں خدا تعالیٰ ان کو صحت والی زندگی دے۔

بقیہ: صہ ۳ سے آگے

پھر دکاندار بڑے اہتمام سے اس کو سجا کر پیش کرتا ہے۔ پس قربانیاں مخصوص کا رنگ رکھتی ہیں اور ان کے ساتھ سجاوٹ ضروری ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا بعض لوگ تو مینڈھوں اور بکروں کو بھی خوب سجاتے ہیں اور بعض تو ان کو زیور پہنا کر پھر قربان گاہوں کی طرف لے کر جاتے ہیں۔ پھولوں کے ہار پہناتے ہیں اور نئی قسم کی سجاوٹیں کرتے ہیں انسانی قربانی کی سجاوٹیں اور طرح کی ہوتی ہیں۔ انسانی زندگی کی سجاوٹ تقویٰ سے ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے پیار اور اس کی محبت کے نتیجہ میں انسانی روح بن ٹھن کر تیار ہوا کرتی ہے۔ پس پیشتر اس کے کہ یہ بچے اتنے بڑے ہوں کہ جماعت کے سپرد کئے جائیں ان ماں باپ کی بہت ذمہ داری ہے کہ وہ ان قربانیوں کو اس طرح تیار کریں کہ ان کے دل کی حسرتیں پوری ہوں۔ جس شان کے ساتھ وہ خدا کے حضور ایک غیر معمولی تحفہ پیش کرنے کی تمنا رکھتے ہیں وہ تمنائیں پوری ہوں۔"

(خطبہ فرمودہ ۱۰ ر فروری ۱۹۸۹ء)

بقیہ صہ ۶ سے آگے

نہیں ہونے دیا۔ آج بھی خدا کے فضل سے یہ پرچہ شائع ہو رہا ہے۔ ۱۹۷۶ء میں اس پرچے کی سلور جوبلی منائی گئی۔ اس کے علاوہ غانا سے گائیڈ لنس نکلا

انہوں نے کہا کہ افریقی حکمرانوں اور مختلف علاقوں کے چیف(ز) نے تعلیمی اور طبی کوششوں کے سلسلہ میں بے حد تعاون کیا۔ اور یہ بھی اللہ کا فضل ہے۔ کیونکہ دوسرے آدمی کے دل میں پیار بھی اللہ کی طرف سے ہی پیدا ہوتا ہے۔

آخر میں پرنسپل صاحب نے معزز مہمان کا شکریہ ادا کیا اور محترم نسیم سیفی صاحب کے دعا کرانے پر یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۲۰۲ میں راجہ عتیق احمد ولد راجہ منیر احمد صاحب قوم گکھڑ پیشہ طالب علم عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 15/8 دار الصدر شمالی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵-۸-۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ راجہ عتیق احمد 15/8 دار الصدر شمالی ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ محمد اکرم خالد وصیت نمبر ۲۴۱۲۲۔ گواہ شد نمبر۲۔ صوبیدار عبد المنان وصیت نمبر ۲۷۳۵۳۔

خریداران الفضل متوجہ ہوں

اندرون پاکستان الفضل کے خریداران کے خریداری نمبر تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔ طبع شدہ چٹ پر جو خریداری نمبر درج ہے وہ نیا خریداری نمبر ہے۔
(مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ امور خارجہ کے وزیر مملکت محمد صدیق کانجو نے کہا ہے کہ ہم ایٹمی تنصیبات پر بھارتی حملے کا منہ توڑ جواب دیں گے ہم نے ایٹمی تنصیبات کے تحفظ کے لئے تمام ضروری اقدامات کر رکھے ہیں۔ بھارت یا اسرائیل ہمارے ایٹمی پروگرام کو نقصان پہنچانے کی مکروہ سازش میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ راجستھان میں بھارتی افواج کی نقل و حرکت کی کڑی نگرانی کی جا رہی ہے۔

○ وزیر اعظم اور صدر نے پاک امریکہ تعلقات کے مستقبل کے بارے میں اہم فیصلے کئے۔ یہ فیصلے پیر کی شب تنہائی میں جاری رہنے والی ایک گھنٹے کی ملاقات میں کئے گئے۔ بعد میں وزیر مملکت برائے خارجہ سیکرٹری جنرل اور سیکرٹری خارجہ بھی مشوروں میں شامل ہو گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ اس امر پر اتفاق کیا گیا ہے کہ امریکہ کے ساتھ حالیہ مذاکرات میں ایٹمی پروگرام پر کوئی سودے بازی نہیں ہو گی۔

○ پاک امریکہ دوطرفہ مذاکرات کا پہلا دور اسلام آباد میں ہوا۔ پاکستان کی طرف سے سیکرٹری خارجہ مسٹر شہر یار اور امریکہ کی طرف سے نائب وزیر خارجہ مذاکرات میں شامل ہیں۔

○ تین روزہ بین الاقوامی پٹرولیم کانفرنس جمعرات سے شروع ہو گی۔ اس سے قبل بدھ کے دن پٹرولیم پالیسی کا اعلان ہو گا۔ کانفرنس میں ۲۶ ملکوں کے نمائندے اور تیل و گیس کمپنیوں کے عہدیدار شامل ہوں گے۔

○ وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ سرمایہ کاری بیورو کو جلد ہی بورڈ کی شکل دے دی جائے گی تاکہ سرمایہ کاری کرنے والوں کو ٹیلی فون بجلی اور گیس کی فراہمی جلد تر ہو سکے۔

○ پاکستان میں امریکہ کے سفیر مسٹر نکولس پلاٹ نے بتایا ہے کہ پاکستان اور امریکہ کی فوجی قیادت کے درمیان اعلیٰ سطح پر تعلقات دوبارہ بحال ہو گئے ہیں۔

○ سندھ میں فوج کے ایک میجر رینک کے افسر جاوید اکبر کو ہفتہ کی شب ڈاکوؤں نے اغوا کر لیا۔ ان کی بازیابی کے لئے کراچی سے حیدر آباد تک وسیع علاقے میں آپریشن شروع کر دیا گیا ہے۔ آپریشن کے سلسلے میں تین ہیلی کاپٹر بھی استعمال میں لائے جا رہے ہیں۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ میں امریکی امداد قبول کرنے کو تیار ہوں انہوں نے کہا کہ ہمیں عوام کے مفاد میں امریکی امداد کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جام صادق صرف اپنی بیٹی کی شادی کے لئے واپس آئے ہیں وہ کینسر کے مریض ہیں۔

○ مسلح ڈاکوؤں نے سندھ کے علاقے قاضی احمد سے باپ بیٹے سمیت ۳ افراد کو اغوا کر لیا ہے۔

○ سندھ کے وزیر اعلیٰ جام صادق علی دبئی کے حکمران کے ذاتی طیارے میں کراچی پہنچ گئے ہیں۔ ہوائی اڈے پر ایک پر ہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں اچھی صحت کے ساتھ واپس آیا ہوں۔

○ نوشکی کے علاقہ میں افغان مجاہدین کے دو گروہوں کے درمیان فائرنگ سے چار افغان ہلاک ہو گئے۔

○ صدر پاکستان نے کہا ہے کہ ہم امریکہ کے امتیازی قوانین ہرگز تسلیم نہیں کریں گے۔

○ سینٹ کے اجلاس میں ایم کیو ایم کے سینیٹر نے تقریر شروع کی تو تمام صحافی واک آؤٹ کر گئے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ہمیں انتظار ہے کہ سپریم کورٹ حکومت کے خلاف از خود کارروائی کب کرتی ہے

○ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے علامہ ساجد نقوی نے کہا ہے کہ ۲۲ نومبر کو ملک بھر میں احتجاج کیا جائے گا۔

غیر ملکی خبریں

○ کویت نے روس کو ۵۰ کروڑ ڈالر قرضہ دینے کا اعلان کیا ہے۔

○ مشرقی یورپ میں کمیونزم ابھی طاقت رکھتا ہے۔ پولینڈ اور بلغاریہ کے حالیہ انتخابات میں کمیونزم کو قدرے کامیابی ملی ہے۔ رومانیہ کی سیاست میں وہ واپس آچکے ہیں۔ جب کہ البانیہ میں انہوں نے نئی طاقت پکڑ لی ہے۔

○ مشرقی جرمنی کے سابق لیڈر مسٹر ہونیکر نے صدر گورباچوف سے سیاسی پناہ کی اپیل کی ہے جب کہ روسی فیڈریشن کے صدر مسٹر بورس ییلسن جن کی تحویل میں اس وقت مسٹر ہونیکر ہیں۔ وہ صدر گورباچوف کی بات کی پرواہ کئے ہونیکر کو جرمنی کے حوالے کرنا چاہتے ہیں۔

○ روس کے سابق وزیر خارجہ مسٹر ایڈورڈ شیورناٹزے کو دوبارہ روس کا وزیر خارجہ بنا دیا گیا ہے۔ موجودہ وزیر خارجہ مسٹر بورس پینکن کو برطانیہ میں سفیر مقرر کیا گیا ہے۔

○ اٹلی کا ایک جنگی جہاز ۷۲۱ پناہ گزینوں کو لے کر یوگوسلاویہ سے روم پہنچ گیا ہے۔ ان میں سوا سو کے قریب یتیم بچے بھی شامل ہیں۔ جرمن وزیر خارجہ نے یوگوسلاویہ کی جنگ میں مداخلت کے متعلق کہا ہے کہ یہ محض انسانی ہمدردی کے نقطہ نظر سے ہو گی۔

وفاقی وزیر مذہبی امور کا ایک بیان

وفاقی وزیر مذہبی امور مولانا عبد الستار خان صاحب نیازی نے روزنامہ پاکستان کے جمعہ ایڈیشن مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو ایک انٹرویو دیا۔ اس کا ایک سوال اور اس کا جواب مندرجہ ذیل ہے۔

"س:۔ کیا آپ کے خیال میں اسلامی جمہوری اتحاد اپنی ہیئتِ ترکیبی کے لحاظ سے اسلامی ہے؟

ج:۔ ہمارا مذہب کہتا ہے کہ جو خود کو مسلمان کہہ دے اس کے بیان کو تسلیم کر لینا چاہیئے۔ ہم کسی کے دل کا حال نہیں جانتے لیکن اگر کوئی مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے تو ہمیں اسے تسلیم کر لینا چاہیئے۔"

(روزنامہ پاکستان آف ڈے ایڈیشن ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۱ء صفحہ ۳)

خارش ہر قسم گرمی۔ گیس اور کمزوری کا خاتمہ
عزیز دواخانہ رجسٹرڈ چک چٹھہ
نزد حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ
مرگی۔ مالیخولیا۔ بواسیر۔ اٹھرا اور لیکوریا کا مکمل علاج

اعلانِ داخلہ

نصرت جہاں اکیڈمی کے جونیئر سیکشن میں داخلہ کے لئے انٹرویو و ٹیسٹ ۷ دسمبر کو صبح ساڑھے آٹھ بجے سکول میں ہو گا۔

(i) PREP میں داخلہ کے لئے آنے والے طلباء کو کم از کم انگلش میں A TO Z (CAPITAL ALPHABET) تک اور اردو میں ا سے ے تک لکھنا آتا ہو۔

(ii) کلاس ONE سے کلاس FOUR تک داخلہ کے لئے چند طلباء کی گنجائش موجود ہے۔ ہر کلاس میں داخلہ کے لئے ٹیسٹ کا کورس پچھلی کلاس کے نصاب پر مشتمل ہو گا اور TEST صرف اردو۔ انگریزی، حساب کے مضامین کا ہو گا۔

(iii) PREP میں داخلہ کے لئے عمر ساڑھے چار سال سے ساڑھے پانچ سال تک ہونی چاہیئے۔ برتھ سرٹیفکیٹ داخلہ فارم کے ساتھ منسلک ہونا چاہیئے۔

داخلہ کے خواہش مند طلباء کے والدین اپنی اولین فرصت میں دفتر سے فارم اور پراسپکٹس حاصل کریں۔

(چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن۔ ربوہ)

دانتوں کا معائنہ مفت
احمد ڈینٹل کلینک
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک۔ ربوہ
اوقات کار: ۳½ شام تا ۷ بجے
ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد

بے اولاد
مردوں کیلئے کورس 200/-
SPERMATOZDA COURSE
عورتوں کیلئے کورس 100/-
STERILITY COURSE
ATHRA COURSE 90/- اٹھراء کورس
تفصیلی لٹریچر مفت
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون: ۶۰۶، ۶۰۷، ۷۷۱

پتہ